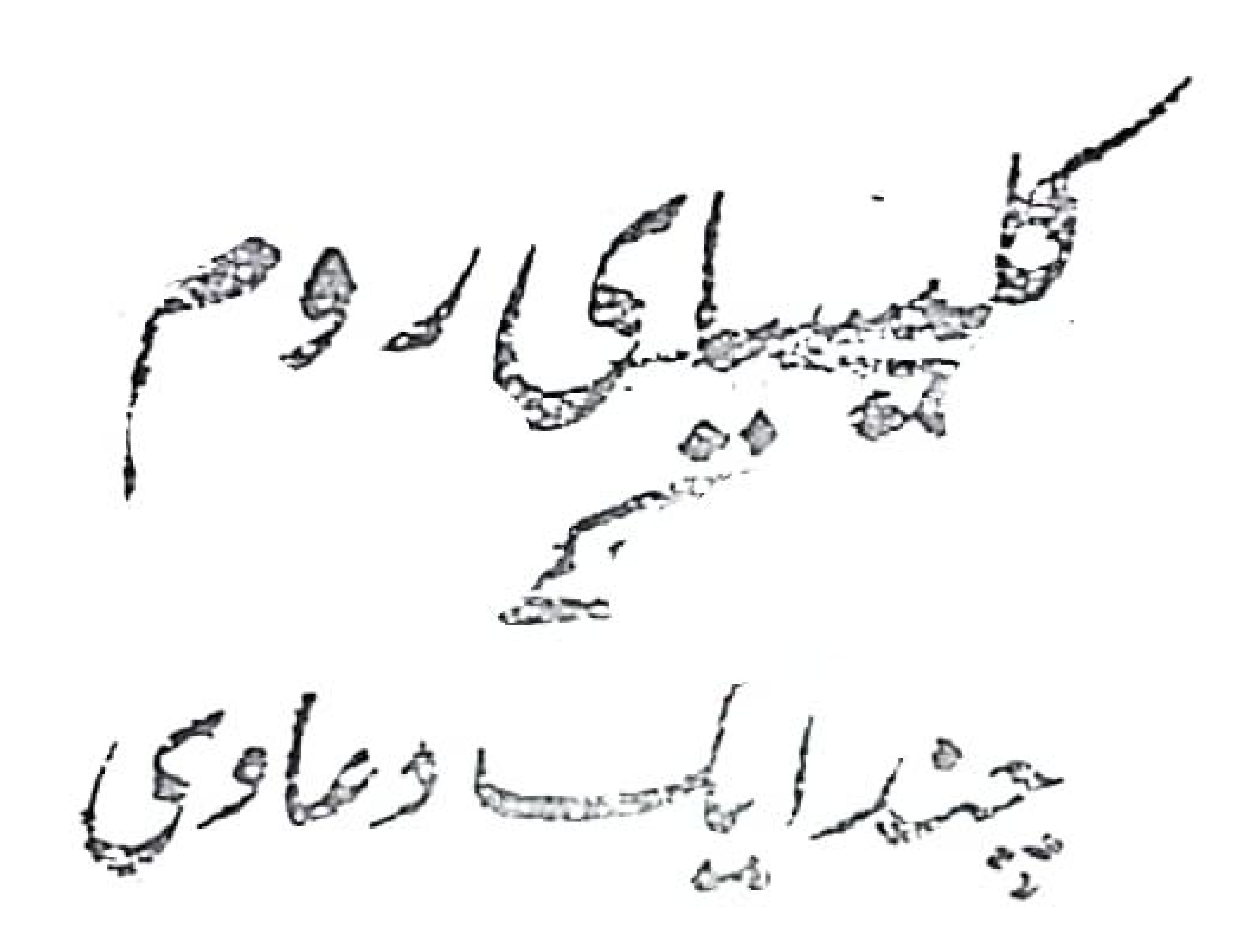
SOME CLAIMS OF THE CHURCH OF ROME

Examined by

CANON W. P. HARES, B.A.

and translated by

Mrs. F. D. WARRIS. B.A.



کسی امر کا دعویٰ کرنا ایک بات ہے اور اس دعویٰ کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر برقرار رکھنا ایک اور بات۔ زمانہ گذشتہ میں کلیسیائے روم نے بے شمار دعاوی پیش کئے ہیں لیکن عہد جدید اور کلیسیائی تواریخ کا بغور مطالعہ ان میں سے اکثر کی فوراً تردید کر دیتا ہے اور اُن کا کھوکھلا پن ظاہر کر دیتا ہے۔ بعض کا غیر معتبر اور جعلی تحریرات اور روایات پر قائم ہونا ثابت ہو جاتا ہے اور باقی تو بالکل باطل اور جھوٹے ہیں ہی۔ آئیے ہم ان میں سے چند ایک پر غور کریں۔

۱۔ کلیسیائے روم کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام کلیسیاؤں کی ماں اور اُن کی حاکم ہے۔
روم کے پہلے بشپوں نے اس قسم کے دعاوی پیش کرنے کی بھی کوشش نہیں کی بلکہ اُن کو

بخوبی معلوم تھا کہ وہ اس قسم کے القاب کے ہرگز حقدار نہیں۔ یہ دعویٰ پہلی مرتبہ ٹرینٹ کی کونسل میں پیش کیا گیا تھا بعد ازاں ۱۵۶۴ء میں پوپ پائیس چہارم کے عقیدہ، آرٹیکل دس میں درج کیا گیا۔

یہ دعویٰ کہ کلیسیائی روم تمام دیگر کلیسیاؤں کی ماں ہے سراسر غلط ہے۔ ہمارے خداوند نے اپنے حواریوں کو حکم دیا کہ اپنی منادی کی خدمت کو یروشلیم سے شروع کریں (لوقا ۲۴:۴۷) اور اُسی شہر میں پینتیکوست کے دن تین ہزار نومریدوں نے اصطباغ حاصل کیا اور یہی یروشلیم کی کلیسیا کی اصل یا جوہر تھے۔ یروشلیم میں ہی ایک واحد۔ پاک کیتھلک اور رسولی کلیسیا کا آغاز ہوا تھا اور وہاں ہی سے یہ دیگر شہروں میں منتشر ہوئی۔ سامریہ۔ انطاکیہ۔ افسس۔ فلپی اور تھسلنیکی وغیرہ شہروں میں کلیسیائیں قائم کی گئیں۔ اور یہ تمام کلیسیائیں یروشلیم کی کلیسیا کو اپنی ماں تصور کرتی تھیں۔ اور تاوقتیکہ یروشلیم کی کلیسیا کو قائم اور مستحکم ہوئے ایک مُدت نہ گذری ہم شہر روم میں کلیسیا کا کہیں ذکر تک نہیں پاتے۔ وہ تمام بشپ جو قسطنطنیہ کی کونسل منعقدہ ۳۸۲ء کے موقعہ پر جمع ہوئے تھے پوپ ڈماسس کو خط ارسال کرتے ہوئے یروشلیم کو "تمام کلیسیاؤں کی ماں" کہتے ہیں۔ آئرینیئس یروشلیم کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "وہ ایسی کلیسیا ہے جس سے تمام دیگر کلیسیاؤں کا آغاز ہوا۔ وہ نئے عہد کے باشندوں کا دارالسلطنت یا بمنزلہ ماں ہے۔"

خیر اگر کلیسیائی روم اپنے آپ کو تمام کلیسیاؤں کی مالکہ سمجھتی ہے تو سمجھے لیکن مسیحی دُنیا کا نصف حصہ تو اُس کے اس دعویٰ کی نہایت شدت سے تردید کرتا ہے اور تیس کروڑ مسیحی جو پاک کیتھلک اور رسولی کلیسیا کے شُرکا ہیں روم کی حکومت اور اُس کے اختیارات کو قبول کرنے سے مُنکر ہیں۔

پہلی تین صدیوں میں کلیسیای روم اور اُس کے بشپوں نے کیتھلک کلیسیا پر اپنی حکومت اور اختیار نہیں جتایا۔

پوپ پائیس دوم (۱۴۵۸ تا ۱۴۶۴) رقمطراز ہیں کہ "کونسل نکایا سے پیشتر ہر شخص خود پسندانہ زندگی بسر کرتا تھا اور کلیسیای روم کا کوئی خاص احترام نہ کیا جاتا تھا۔" نکایا کی کونسل منعقدہ ۳۲۵ء سے پیشتر رومہ کے بشپ کا درجہ انطاکیہ اور سکندریہ کے پطریارکوں سے کم تھا۔ اُس کونسل نے جس میں تین سو اٹھارہ بشپ حاضر تھے قانون نمبر ۶ نافذ کیا جس کے ذریعے رومہ کا بشپ مذکورہ بالا پطریارکوں کا ہم درجہ یا ہم پایہ بنایا گیا۔ شاہنشاہ گریشن (۳۲۸ء) اور شاہنشاہ ویلنٹینین سوم (۴۴۵ء) نے رومہ کے بشپوں کو مغربی کلیسیا پر اختیار بخشا۔ مختلف کلیسیائی روم کی حکومت کا آغاز الٰہی انتظام کے مطابق نہیں بلکہ ملکی سازشوں اور دُنیوی حکومتوں کا نتیجہ ہے۔

۳۔ کلیسیای روم کا دعویٰ ہے کہ وہ مقدس پطرس کی مقرر کردہ ہے اس دعویٰ کا ثبوت اُس زمانہ کی کسی تواریخی تحریر سے نہیں ملتا اور کوئی شخص یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ کلیسیای روم کب اور کس نے قائم کی۔ مقدس پولوس شہر رومہ میں پہلی مرتبہ جانے سے پیشتر یعنی ۶۱ء میں مسیحی وہاں مقیم تھے پولوس نے اُنہیں کے نام اپنا "رومیوں کا خط" لکھا تھا جس میں اُس نے اُن اپنے رومہ جانے کی خبر دی تھی (رومی ۱:۱۱-۱۲) اس خط میں وہ مقدس پطرس کا ذکر نہیں کرتا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۶۱ء سے پیشتر مقدس پطرس وہاں نہیں گیا تھا لہٰذا ممکن نہیں کہ اُس نے وہاں کسی کلیسیا کی بُنیاد رکھی ہو۔ ممکن ہے مقدس پولوس قید میں تھا تو اُس نے مقدس پطرس کو وہاں آنے کی دعوت دی تاکہ آکر کلیسیا کو منظم کرنے میں اُس کی مدد کرے۔ ۶۷ء سے پیشتر مقدس

کے روم میں جانے کا کوئی حوالہ تاریخ میں نہیں ملتا۔ کرنتھی کا بشپ ڈائنیسش پہلا مصنف ہے جو ۱۷۰ء میں پطرس کے روم جانے کا ذکر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "پطرس اور پولوس نے باہم مل کر وہاں کی کلیسیا کی بنیاد رکھی تھی۔"

لیکن معتبر تاریخی ثبوتوں کی عدم موجودگی کے باوجود بھی بعض مصنفین کا یہ دعویٰ ہے کہ مقدس پطرس نے کلیسیائی روم کو قائم کیا تھا۔ مثلاً فادر برونو کی تصنیف کیتھولک بیلیف (کیتھولک معتقدات) کے صفحہ ۳۰۸ پر لکھا ہے کہ "مقدس پطرس پہلا شخص تھا جس نے روم میں انجیل کی منادی کی تھی۔ اُس نے بہت سے مرید بنائے اور بے شمار پریسٹوں اور بشپوں کا تقرر کیا تھا (پچیس اشخاص کے نام درج ہیں) اور اُن کو دیگر ممالک اور بلاد میں بطور مشنری بھیجا تھا۔" اُن کے نام صفحہ ۳۰۹ پر لکھے ہیں۔ ان تمام باتوں کی تصدیق کے لئے وہ کسی ہمعصر مؤرخ کا نام نہیں لیتا۔ حالانکہ وہ یہ ضرور کہتا ہے کہ اُن کے نام رومی تذکرات شہیدان میں مندرج ہیں۔ سولھویں صدی میں کارڈینل بیرونیئس نے دوبارہ اس کتاب کو بعد نظر ثانی شایع کیا اور تب اُس میں تاریخی ثبوت کے بغیر ناموں کا اندراج اور دیگر غیر معتبر باتوں کو شامل کیا گیا تھا۔ اس سے فقط مقدس پطرس اور اُس کے جانشینوں یعنی روم کے بشپوں کی عظمت و فضیلت کرنا مقصود تھا۔

۳۔ کلیسیائی روم کا دعویٰ ہے کہ مقدس پطرس پچیس[۲۵] سال تک روم کا بشپ رہا۔

مندرجہ بالا دعویٰ کے ثبوت میں وہ ایک روایت پیش کرتے ہیں جو ایک بدعتی ناسٹکی کتاب سے جس کا نام کلیمنٹائن ہومیلیز اینڈ ریکگنیشنز (Clementine. Homilies and Recognitions) سے ماخوذ کی گئی اور یہ کتاب دوسری صدی کے آخر میں تصنیف کی گئی تھی (دیگر غیر معتبر کتب میں بھی یہ بیان مرقوم ہے۔ مثلاً:

۱۔ پطرس اور پولوس کے اعمال۔

۲۔ انجیل جو پطرس کی معرفت لکھی گئی۔

۳۔ پطرس کی بشارت۔

۴۔ پطرس کا مکاشفہ۔

ان غیر مستند تصنیفات کے متعلق چوتھی صدی کا مشہور و معروف کلیسیائی مورخ یوسیبئس یوں رقمطراز ہے: "ہم ان کتب کو ان قدیم کیتھولک کتب میں شامل نہیں کرتے جو ہم تک پہنچی ہیں کیونکہ کسی کلیسیائی مصنف نے خواہ وہ متقدمین میں سے ہو خواہ معاصرین میں سے اپنی تصانیف میں ایسی شہادتوں کا استعمال نہیں کیا جو ان سے اخذ کی گئی ہوں۔" پوپ گلیشیئس (۴۹۲ — ۴۹۶ء) نے بھی ان باطل یا فرضی کہانیاں تحریروں کی جن میں پطرس اور روم کے بشپ ہونے کی حیثیت میں اس کی خدمت سے متعلق روایت ہے یہ کہہ کر تردید کی کہ یہ جعلی ہیں اور غور یا مطالعہ کے قابل نہیں۔ تو بھی دورِ حاضرہ میں متعدد رومن کیتھولک مصنف انہیں غیر معتبر تحریرات کو جنہیں قدیم کلیسیائی مصنفین نے باطل قرار دے کر مسترد کر دیا اپنے اس دعوٰی کی کہ مقدس پطرس روم کا سب سے پہلا بشپ تھا تصدیق اور تائید میں پیش کرتے ہیں۔

اگر فادر برونو کے بیان کے مطابق واقعی مقدس پطرس پچیس سال تک روم کا بشپ رہا اور اگر درحقیقت اس نے اٹھائیس بشپوں اور پرسبٹروں کا تقرر کیا اور ان کو دنیا کے اکناف و اطراف میں بحیثیت مشنری بھیجا تو مقدس لوقا کی کتاب رسولوں کے اعمال میں اس کی اس خدمت کا ذکر کیوں نہیں پایا جاتا جبکہ شہر یروشلیم میں پطرس کی خدمات کا مفصل بیان وہاں موجود ہے؟

یہ قصہ پطرس کی موت کے کئی سال بعد گھڑا گیا کہ روم کے بشپ کے درجہ کو بلند [illegible]

دراختیار کی فوقیت کو ظاہر کیا جائے جو پطرس کے جانشین تصور کئے جاتے ہیں۔

۴۔ کلیسیائی روم کا یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے خداوند نے مقدس
پطرس کو اپنے دیگر حواریوں پر کامل اختیار عطا فرمایا تھا اور اپنی کلیسیا
کو کلیتہً اُس کے ماتحت و تابع کر دیا تھا۔

مقدس متی ۱۶: ۱۸-۱۹ - مقدس لوقا ۲۲: ۳۱-۳۲ اور مقدس یوحنا ۲۱: ۱۵-۱۷
کو وہ اپنے دعویٰ کی تصدیق میں پیش کرتے ہیں۔

اگر متی ۱۶: ۱۹ کا مقابلہ متی ۱۸: ۱۸ سے کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ جو بات پہلے فقط پطرس سے تمام دیگر رسولوں کے نمائندہ ہونے کی حیثیت میں کہی گئی تھی وہ بعد میں باقی تمام رسولوں سے بھی کہی جاتی ہے۔ اس حقیقت کا علم تقریباً جملہ قدیم آباء کو تھا۔ جیروم کہتا ہے "تمام رسولوں نے آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں حاصل کی تھیں" ایمبروز کہتا ہے "جو کچھ پطرس سے کہا گیا تھا وہی تمام رسولوں سے بھی کہا گیا تھا" آرگن۔ سپیرین۔ بیسل اور دیگر آباء بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

ایک رومی فاضل بنام لونوئے جسے اُس کے علم کی وجہ سے شہرت حاصل تھی متی ۱۶: ۸ کے الفاظ یعنی "اس پتھر پر میں اپنی کلیسیا بناؤنگا" کے متعلق قدیم آباء کی تحریرات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس کے معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ دریافت کرتا ہے کہ

اُن آباء کا شمار جنہوں نے پطرس کو پتھر کہا ہے ستّرہ ۱۷ ہے
اور اُن آباء کا شمار جنہوں نے پتھر سے پطرس کا اقرار سمجھا ہے چالیس ۴۴ ہے
سولہ آباء کہتے ہیں کہ پتھر سے مُراد مسیح ہے اور
آٹھ آباء نے یہ تعلیم دی کہ کلیسیا تمام رسولوں پر قائم کی گئی ہے۔

اس آیت کے معانی سے متعلق اختلاف آراء کا ہونا ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ کلیسیا

کہ قدیم آبائے اِس آیت کو کلیسیا میں پطرس کی عظمت و فوقیت کو قائم کرنے کا ثبوت نہیں تصور کیا۔

مقدس لُوقا ۲۲: ۳۱-۳۲ آیات پطرس کی عظمت کی طرف اشارہ نہیں کرتیں بلکہ برعکس اِس کے وہ رسول کی کمزوری اور تلوّن مزاجی اور عدم استقلال پر دلالت کرتی ہیں۔ اِن آیات میں جو دُعا پائی جاتی ہے وہ تمام اوقات یا پطرس کے کسی خاص جانشین کی طرف اشارہ نہیں کرتی بلکہ ایک خاص وقت اور خاص ضرورت کے لئے ہے۔ رومہ کے بشپوں کے ساتھ اس کا کچھ بھی تعلق نہیں اور نہ ہی قدیم آباء نے اس کو کبھی پوپوں سے منسوب کیا ہے۔

اِس خاص موقع پر بھی مسیح کی دُعا نے پطرس کو اس شدید ترین آزمائش میں گرنے سے نہ بچایا۔ اس نصیحت کی مانند جو پطرس کو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنے کے لئے کی گئی تھی اور بہت سی نصیحتیں عہدِ جدید میں پائی جاتی ہیں۔ پولوس تمطاؤس۔ یہوداہ اور سیلاس کو بھی نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو مضبوط کریں۔ اعمال ۱۴: ۲۲ + اعمال ۱۵: ۳۲-۴۱ + اعمال ۱۸: ۲۳ و رومیوں ۱:

مقدس یُوحنا ۲۱: ۱۵-۱۷۔ پاک کلام کے اس مقام کی بنا پر پوپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ گلّہ کے الٰہی مقرر کردہ گلّہ بان اور روئے زمین پر خدا کی کُل کلیسیا کے اعلیٰ حاکم ہیں۔ لیکن آباء میں سے ایک نے بھی یہ خیال نہ کیا۔ مسیح کے اِس کلام کے ذریعہ سے فقط پطرس اور اس کے بعد رومہ کے بشپوں کو تمام کلیسیا پر اختیار بخشا گیا ہے۔ آگستین نے اِس امر کا اعتراف کیا کہ جب مسیح نے پطرس کو یہ فرمایا کہ "میری بھیڑیں چرا" اُس نے یہ الفاظ پطرس کو مخاطب کر کے تمام رسُولوں سے کہے تھے۔ پولُوس نے بھی اِن کے یہ معنی نہ سمجھے کہ گلّہ کی گلّہ بانی کی خدمت فقط پطرس ہی کے سپرد کی گئی تھی کیونکہ اُس نے اِفسس کی کلیسیا کے بزرگوں سے کہا کہ "تم خدا

کلیسیا کو کھلاؤ۔ جس پر روح القدس کی طرف سے تم کو اختیار بخشا گیا ہے۔ اعمال ۲۰: ۲۸

مقدس یوحنا ۲۱: ۱۵-۱۷ میں جو الفاظ مرقوم ہیں وہ پطرس کو اپنے خداوند کا انکار کرنے کے بعد صرف رسول کے درجہ پر دوبارہ بحال کرتے ہیں۔ سکندریہ کا بشپ سیرل اور بزرگ آگسٹین اور دیگر قدیم آباء صاف اور صریح طور پر ان الفاظ کے یہی معنی بیان کرتے ہیں۔

عہد جدید میں ایک مرتبہ بھی پطرس دیگر رسولوں پر اختیار رکھتا ہوا نظر نہیں آتا۔ کبھی بھی کسی نے اس کی رائے کے لیئے درخواست نہ کی۔ خود رسولوں کو بھی مطلق علم نہ تھا کہ مسیح نے اُسے اُن پر فوقیت یا سرفرازی بخشی ہے۔ مسیح کی خدمت کے آخری ایام تک ان میں اس بات پر تنازع ہوا کرتا تھا کہ اُن میں سے کون بڑا ہوگا اور مسیح نے اس امر کا فیصلہ ذیل کے الفاظ کہہ کر کیا کہ غیر قوموں کے بادشاہ اُن پر حکومت چلاتے ہیں۔۔۔ لیکن تم میں ایسا نہ ہوگا۔ بلکہ اُس نے ان کو صاف منع کیا کہ وہ ایک دوسرے پر اختیار نہ جتائیں۔ مقدس لوقا ۲۲: ۲۶ و مقدس متی ۲۰: ۲۵-۲۷۔

کرنتھی میں مسیحیوں کے درمیان اختلاف تھا اور بعض کہتے تھے کہ میں پولوس کا ہوں اور بعض میں اپلوس کا اور بعض میں کیفا کا" اور پولوس اُن کو سختی کے ساتھ ڈانٹتا ہے اور کہتا ہے کہ اس قسم کی تفرقہ بازی سے باز آؤ۔ اس نے ہرگز ان کو یہ ہدایت نہیں کی کہ وہ اپنے آپ کو پطرس کے ماتحت کرلیں۔ ۱ کرنتھیوں ۱: ۱۰-۱۲۔

پولوس نے کبھی اس امر کا اعتراف نہ کیا کہ پطرس اُس پر کسی طرح فوقیت یا اختیار رکھتا ہے۔ گلتیوں ۲: ۶-۱۲ و ۲ کرنتھی ۱۲: ۱۱۔ بلکہ ایک مرتبہ اس نے پطرس کو انطاکیہ میں تمام کلیسیا کے روبرو علانیہ اُس کی ناشائستہ حرکت پر ملامت کی۔

گلتی ۲: ۱۱-۱۴- پولوس یقینی طور پر کہتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اُن افضل رسولوں سے کچھ سے کم نہیں سمجھتا۔ ۲ کرنتھی ۱۱: ۵ و ۲ کرنتھی ۱۲: ۱۱ و ۱ کرنتھی ۱۵: ۹-۱۰۔

ایمبروز اِس کی تائید یہ کہہ کر کرتا ہے کہ "پولوس بھی پطرس سے کم نہ تھا بلکہ وہ کسی سے دوسرے درجہ پر نہ تھا" اور کرسوسٹم بھی یہ کہتا ہے کہ "پولوس میں پطرس کی نسبت کسی قسم کی کمی نہ تھی اور نہ ہی وہ اس کی مرضی یا اجازت کا حاجتمند تھا بلکہ عزت میں اُس کا ہمسر تھا" "پطرس نہیں بلکہ پولوس ہی" تمام کلیسیاؤں کی نگرانی کا ذمہ وار تھا۔ ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۲۸

۵- پوپوں کا دعویٰ ہے کہ وہ مقدس پطرس کے جانشین اور اُس کے دعویٰ کردہ اختیار اور اقتدار کے وارث ہیں۔

ہم فقط یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں کوئی صحیح تاریخی ثبوت اس امر کا دستیاب نہیں ہوتا کہ مقدس پطرس کبھی روم کا بشپ بھی ہوا تھا اور کہ پوپ از روی شریعت اس کے جانشین ہیں۔ نیا عہد نامہ اس معاملہ میں خاموش ہے اور خود پطرس بھی روم کے بشپ کو اپنا جانشین نہیں کہتا۔ وہ اپنی آخری وصیت (۱ پطرس ۵: ۱-۳) میں کلیسیا کی نگرانی بزرگوں کے سپرد کرتا ہے نہ کسی ایک شخص کے۔

اگر کلیسیا کا کُل اختیار اور حکومت کسی ایک فرد کے سپرد کی جاتی اور اگر اُس ایک فرد کو تمام بنی آدم کا یگانہ ہادی اور معلم اور پطرس کے تمام اختیارات اور اُس کی عظمت کا واحد وارث ہونا تھا تو یقیناً یہ حیرت انگیز بات ہے کہ پطرس اُس شخص کی جانب اشارہ تک نہیں کرتا۔ اگر ہماری نجات کا انحصار اپنے آپ کو پطرس کے جانشینوں کے ماتحت کر دینے پر ہے تو ضرور وہ اپنے ناظرین کو اس امر پر مطلع کرتا لیکن ہم اس قسم کی کوئی ہدایت یا تعلیم رسول کے خطوط میں نہیں پاتے۔

قدیم آباء یعنی آئیرینیئس۔ خرسستم۔ آگسٹین۔ سیرل۔ جیروم اور تھیوڈورے وغیرہ کی تصنیفات میں اس امر کا مطلق ذکر نہیں پایا جاتا کہ پطرس نے اپنے جانشینوں کو کسی خاص عظمت و فوقیت سے مشرف کیا ہو۔ پوپ سری سیئس (۳۸۴-۳۹۸ء) پہلا پوپ تھا جس نے گویا ایک مبہم سے طریق پر یہ دعویٰ کیا کہ وہ پطرس کا جانشین اور اُس کے اختیار اور اقتدار کا وارث ہے۔

ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر استدلال کے لئے یہ فرض کر بھی لیا جائے کہ پطرس رومہ کا پہلا بشپ تھا تو یہ یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا جانشین کون تھا۔ رومہ کے پہلے بشپوں سے متعلق چار فہرستیں مروّج ہیں اور ان میں سے کوئی دو بھی رومہ کے پہلے سات بشپوں کے ناموں اور اُن کی ترتیب سے متعلق متفق نہیں۔ جب اس معاملہ میں کہ کون پطرس کے بعد بشپ ہوا اس قدر اختلاف آرا ہے تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ یقین کے ساتھ کہا جائے کہ حقیقت میں کون اس کے اختیار اور اقتدار کا جائز وارث تھا؟

کیا یوحنا رسول لائنس اور کلیمنٹ کے ماتحت یا اُن سے کم درجہ پر تھا؟ یقیناً مقدّس یوحنا اور دیگر رسول جو پطرس کی موت کے بعد تک زندہ رہے ان دو اشخاص کی نسبت کلیسیائی عظمت و بزرگی کے زیادہ حقدار تھے۔ یہ باور کرنا مشکل ہے کہ کلیسیا نے رسولوں کو نظر انداز کیا ہو اور ان دو اشخاص کو اُن پر فضیلت بخشی ہو۔

تمام رُوحانی برکتیں، بخششیں اور استحقاق ایسے عطیے ہیں جو منجانب اللہ ہیں۔ وہ بطور میراث حاصل نہیں کئے جا سکتے اور نہ ہی وہ خریدے جا سکتے ہیں۔ فریب و مکر کے ذریعہ بھی یہ دستیاب نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہم بلا تامل یہ کہہ سکتے ہیں کہ رومہ کے کسی بشپ نے بھی اُن خاص عطیوں کو جو پطرس کو مسیح کی طرف سے بخشے گئے تھے ورثہ میں نہیں پایا۔ وہ اُسی کو اور فقط اُسی کو عطا کئے گئے تھے اور اُس سے دوسرے

کیونکہ قتل نہیں ہو سکتے تھے۔

حالانکہ روما کا بشپ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ پطرس کا جانشین ہے تو بھی کیتھلک اور رسولی کلیسیا کے کسی اور بشپ سے بڑھکر اختیار اور اقتدار کا مالک نہیں۔ وہ کلیسیائے روم کا بزرگترین بشپ ہو سکتا ہے اور ہے بھی لیکن وہ تمام کیتھلک کلیسیا کا سر و سردار ہرگز نہیں اور نہ ہی اس کو خدا کی طرف سے اُس پر کسی قسم کا کوئی اختیار ہی بخشا گیا ہے۔

۶۔ پوپوں کا دعویٰ ہے کہ وہ کلیسیا کے الٰہی مقرر کردہ حاکم اور زمین پر مسیح کے قائم مقام ہیں۔

پوپ بونی فیس ہشتم نے اپنے فرمان بنام اونم سینکٹم میں جو ۱۳۰۲ء میں شائع ہوا اور کُل کلیسیا کے نام نافذ کیا گیا تھا یہ کہا ہے کہ "پوپ کی عظمت اور اُس کی فضیلت اس قدر ہے کہ وہ محض انسان نہیں بلکہ گویا خدا اور مسیح کا قائم مقام ہے۔ فقط پوپ ہی مقدس ترین۔ الٰہی بادشاہ۔ شاہنشاہ معظم اور بادشاہوں کا بادشاہ کہلانے کا مستحق ہے۔ پوپ زمین پر گویا خدا کی مانند ہے۔ ہم کھلم کھلا کہتے، اعلان کرتے اور صاف فتویٰ دیتے ہیں کہ ہر انسانی مخلوق کی نجات کے لئے لازم اور از بس ضرور ہے کہ وہ رُومی پوپ کے ماتحت ہو"

وہ فضیلت جو بطور دعویٰ پوپ سے منسوب کی جاتی ہے غیر محدود ہے مثلاً ایم۔ ڈے۔ بیسترے تحریر فرماتے ہیں کہ "پوپ کی فضیلت ایک ایسا اہم عقیدہ ہے جس کے بغیر مسیحیت کا وجود ممکن نہیں۔ یہ اعلیٰ ترین خلافت (یا خود پوپ) ہی مسیحیت کی واحد اور لازمی بنیاد ہے" مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح کی ہستی کو جو کیتھلک کلیسیا کا سر و سردار ہے بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ مقدس پولُس رسول ہم کو کلسیوں ۱: ۱۷ میں بتاتا ہے کہ "مسیح سب چیزوں

سے پہلے ہے اور اُسی میں "نہ کہ پوپ میں" تمام چیزیں قائم رہتی ہیں۔"

ایسا اعلیٰ ترین اختیار جس کا دعویٰ پوپ کرتے ہیں خدا نے کبھی کسی انسان کو نہیں بخشا۔ فضیلت اور سروری کا رُومی دعویٰ جھوٹی کلیمنٹائین تصنیفات۔ قسطنطین اور پیپن کے جعلی مکتوبات اور بناوٹی قوانین اور فیصلوں اور اسی قسم کی اور تحریروں کی بنا پر قائم ہے۔

کارڈینل بیرونیس اور کارڈینل بلرمائین بلکہ پائیس چہارم نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ یہ فیصلے باطل اور جعلی تھے اور اُن کو تلف کر دینا چاہیے لیکن پوپوں کی فضیلت اور سروری کو قائم کرنے کے لئے ان تحریرات کا خوب استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا اُس عقیدہ کے ذریعہ سے جو فقط جعلی تحریرات اور کذب و دروغ پر قائم تھا اس زمانہ تمام کلیسیا پر فضیلت اور اختیار کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

دعویٰ تو پیش کیا جاتا ہے لیکن تقریباً سبھی دُنیا نے قہر و غضب سے اس کی تردید کی ہے۔ مشرقی یا یونانی کلیسیا نے تو ایک لمحہ کے لئے بھی اس اختیار و فضیلت کو تسلیم نہیں کیا۔

۷۔ پوپوں کا دعویٰ ہے کہ وہ الٰہی شریعت یا قوانین کو منسوخ کرنے کی بھی طاقت و اختیار رکھتے ہیں۔

کلیسیای روم کے کینن سٹ (متقنوں) نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ "پوپ کو اختیار ہے کہ وہ قانونِ قدرت کے خلاف۔ پولوس رسول کے خلاف اور عہد نامہ جدید کے خلاف عمل کرے اور اگر چاہے تو عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کے جملہ احکام کو منسوخ بھی کر دے" گریشین جو ایک بڑا متقن تھا یوں رقمطراز ہے "جس طرح زمین پر مسیح شریعت کے ماتحت تھا حالانکہ درحقیقت اس کا مالک تھا بعینہٖ پوپ کلیسیا کے تمام قوانین و شریعت سے بالاتر ہے اور اگر چاہے تو اپنی مرضی

کے مطابق اُن کو تہ و بالا کر سکتا ہے کیونکہ وہ اُسی اکیلے سے اپنا کُل زور اور طاقت حاصل کرتے ہیں۔ کارڈینل زابریلا نے ۱۵۶۷ء میں یوں تحریر فرمایا ہے کہ اُنہوں نے اُن کو یعنی پوپوں کو خدا سے بھی برتر بنا دیا ہے"۔

کلام اللہ کا بادب مطالعہ کرنے والا کوئی شخص بھی اس دعوٰی کو ایک لمحہ کے لئے بھی قبول نہیں کر سکتا۔ ہمارے مبارک خداوند نے ہرگز کبھی اس قسم کا کوئی دعوٰی نہیں کیا بلکہ اُس نے فرمایا "یہ نہ سمجھو کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"۔ متی ۵: ۱۷ "آسمان اور زمین ٹل جائینگے۔ لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی"۔ بہتر ہو اگر روم کے بشپ مکاشفہ ۲۲: ۱۹ کی عبارت سے تنبیہ پکڑیں۔

۳۔ پوپوں کا دعوٰی ہے کہ وہ کلیسیا یا جن اشخاص پر مشتمل ہے برتر ہستی ہیں بلکہ کلیسیا کی تمام کونسلوں پر اختیارِ مطلق رکھتے ہیں۔

اگر واقعی وہ کلیسیا کے مطلق العنان حاکم رہے ہیں اور کسی زمینی اختیار کے ماتحت نہیں رہے تو کیا وہ اِس بات کا جواب دے سکتے ہیں کہ زمانہ گذشتہ میں متعدد کونسلوں سے کیوں بعض پوپوں کو اُن کے عہدے سے برطرف کیا گیا اور اُن کو کلیسیا سے خارج کر کے ملعون ٹھہرایا گیا ہے؟

قسطنطنیہ کی کونسل (۵۵۳ء) نے پوپ ویجلیئس کو اُس کے عہدے سے معزول کر کے اُسے کلیسیا سے خارج کر دیا۔

قسطنطنیہ کی چھٹی جنرل کونسل نے جو ۶۸۰-۶۸۱ء میں منعقد ہوئی تھی پوپ ہنوریئس اوّل کو اُس کی بدعتی تحریرات اور عقائد کی وجہ سے ملعون ٹھہرایا۔

پیزا (Pisa) کی کونسل منعقدہ ۱۴۰۹ء نے پوپ بینی ڈکٹ سیزدہم اور پوپ گریگری دوازدہم کو اُن کے عہدوں سے برطرف کیا۔

کونسٹنس کی کونسل منعقدہ ۱۴۱۴-۱۴۱۸ء نے تین پوپوں کو معزول۔ ذلیل اور خارج کیا
(Basil) کی کونسل نے جو ۱۴۳۱ء میں منعقد ہوئی تھی پوپ یوجینئس پر فتویٰ
لگا کر اس کو پوپ کے عہدہ سے ہٹا دیا۔

پانچویں لیٹرن کونسل نے جو پوپ لیو دہم کی زیر صدارت منعقد ہوئی یہ فیصلہ کیا کہ پوپ کونسل سے افضل تر ہے اور اُس وقت سے لیکر ہر ایک پوپ نے اپنے طرزِ عمل سے دکھایا بھی ایسا ہی ہے کہ گویا وہ درحقیقت ہر قسم کی کونسلوں سے برتر ہے۔ تاریخی واقعات سے اس قسم کے اختیار کے دعوی کی پُرزور تردید ہوتی ہے لیکن ہر ایک پوپ اِس حقیقت سے اغماض کرنا ہی مصلحت سمجھتا ہے۔

۹۔ پوپوں کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان اور اخلاقیات کے بیخطا معلم ہیں۔ ویٹیکن کونسل کے موقع پر جو جولائی ۱۸۷۰ء میں منعقد ہوئی تھی پوپ پائیس نہم نے یہ فیصلہ پڑھا جس کے ذریعہ سے پوپ کے بیخطا ہونے کا اعلان کیا گیا تھا اور یہ فیصلہ کلیسیائی روم کی تعلیم کا ایک جُزو بن گیا جس کو تسلیم کرنا اِس کلیسیا کے ہر شریک پر فرض ہے ورنہ وہ لعنتی کہلاتا ہے۔ قبل ازیں یعنی ۱۸۷۰ء سے پیشتر اِس امر کا تسلیم کرنا یا اُس کی تردید کرنا ہر شریک کی مرضی پر منحصر تھا۔ اِس کے قبول کرنے یا نہ کرنے سے کچھ فرق نہ پڑتا تھا۔ لیکن ۱۸۷۰ء کے بعد سے ہر شریک کو اُس کے تسلیم کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا ورنہ وہ اپنی ابدی نجات سے ہاتھ دھو بیٹھتا تھا۔ کونسل میں اِس فیصلہ کے نفوذ کی بڑی زبردست مخالفت کی گئی کیونکہ تمام حاضرین کو معلوم تھا کہ تواریخی واقعات اس کی تردید کرتے ہیں۔ اس کونسل میں یہ دکھایا گیا کہ گذشتہ پوپوں پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگایا اور اُن کو معزول کیا گیا تھا۔ پوپوں نے ایک دوسرے کی تعلیمات کے سراسر متناقض تعلیم دی تھی اور کہ کلیسیا کی جنرل کونسلوں نے بعض پوپوں کو برطرف کیا اور اُن کو کلیسیا سے

خارج بھی کر دیا تھا۔ بعض نے اپنے متقدمین کے فیصلوں کو منسوخ کر دیا تھا اور اُن میں سے اکثر نفس پرستی اور عیاشی کی زندگیاں بسر کرتے رہے تھے۔ یہ خوب واضح کر دیا تھا کہ پوپوں کے بیخطا ہونے کی تعلیم نہ فقط باطل ہی تھی بلکہ عقل سے خالی بھی اور جب ۱۳ جولائی کو اس پر رائے شماری کی گئی تو اٹھاسی بشپوں اور آسی بشپوں نے اس مجوزہ فیصلہ کے خلاف رائے دی۔

لیکن اِس زبردست اور دلیرانہ مخالفت کے باوجود بھی سازش کارسازی دھمکیاں اور تہدیدیں کارگر ہوئیں اور یہ فیصلہ قرار پایا کہ جب پوپ اپنی مسند پر سے (Ex-cathedra) ایمان یا عقیدہ اور اخلاق کے متعلق تقریر کرتا ہے تو وہ بیخطا ہوتا ہے۔ دعویٰ پیش کیا گیا اور اُس سے متعلق فیصلہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ منظور ہوا۔ لیکن ۱۸۷۰ء سے پوپوں کو اس سے فائدہ اُٹھانے کا حوصلہ نہیں ہوا اور نہ ان میں سے کسی ایک کو اپنی کرسی پر سے بولنے کی جرأت ہی ہوئی۔ یہ دعویٰ بالکل لغو اور لچر ہے اور پوپ پائیس نہم کے جانشینوں نے اپنے اس بیخطا ہونے کے فیصلہ سے فائدہ اُٹھانے سے نہایت عقلمندی سے احتراز کیا ہے۔

۱۰۔ کلیسیائی روم کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اور فقط وہی کیتھولک رسُولی کلیسیا ہے جو مسیح اور اُس کے رسُولوں نے قائم کی تھی۔

اِس عقیدہ پر مضبوطی سے قائم ہونے کے سبب وہ ان تمام مسیحیوں کو جو اس کے پوپوں اور بشپوں کا اختیار ماننے سے انکاری ہیں خارج کر دیتی اور اُن کو ملعون گردانتی ہے۔ وہ اُن کو بدعتی اور تفرقہ انداز کہتی ہے اور اُن کو مسلمانوں اور بُت پرستوں کے زمرہ میں شمار کرتی ہے اور اُن کو یقین دلاتی ہے کہ اُن کے لئے جو دیدہ و دانستہ اور ہٹ دھرمی سے اپنے آپ کو اُس کی شراکت سے منقطع کر لیتے ہیں کوئی نجات نہیں۔

ہم اس کا جواب یُوں دیتے ہیں کہ کلیسیا نے کُل کو اُس کے جزو کے ساتھ خلط ملط

کر دیا ہے کیونکہ پاک کیتھلک اور رسولی کلیسیا تو درحقیقت کلیسیای روم کی نسبت نہایت عظیم و بزرگ تر ہے۔ کلیسیای روم تو اُن متعدد کلیسیاؤں میں سے محض ایک ہے جو یروشلیم کی کلیسیا یعنی "تمام کلیسیاؤں کی ماں" میں سے نکلی ہیں۔ وہ تو کیتھلک رسولی کلیسیا کی فقط ایک شاخ یا اُس کا ایک جزو ہے۔ کیتھلک رسولی کلیسیا کی بے شمار اور شاخیں ہیں جو روی زمین کے تمام اکناف و اطراف میں منتشر ہیں مثلاً کلیسیای ہندوستان۔ برما اور لنکا۔ انگلستان چین اور جاپان کی کلیسیائیں یونانی اور قبطی کلیسیائیں۔ روس کی آرتھوڈاکس کلیسیا اور فری چرچ کی کلیسیائیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام جن میں خدا کے پاک کلام کی منادی کی جاتی اور ساکرمینٹ باقاعدہ دیے جاتے ہیں باہم ملکر پاک کیتھلک رسولی کلیسیا بنتی ہیں جس کو مسیح اور اُس کے رسولوں نے قائم کلیسیای روم کیتھلک یعنی عالمگیر ہونے کا دعویٰ کرتی ہے لیکن ہم اسے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ وہ دُنیا کی دیگر بزرگ کلیسیاؤں کو جو اُس کی مانند کیتھلک کلیسیا کے غیر منقسم اجزا ہیں کلیسیا نہیں مانتی اور نہ اُن کے ساتھ رفاقت اور شراکت رکھنا چاہتی ہے۔ جبکہ تین کروڑ مسیحی اس کے حلقہ سے باہر ہیں تو یقیناً وہ کیتھلک اور عالمگیر کلیسیا کہلانے کی مستحق نہیں۔

کلیسیای روم رسولی ہونے کی دعویٰ دار ہے۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ رسولوں کی تعلیم سے ہٹ گئی اور اس نے اپنی تعلیم میں بہت کچھ ایسا شامل کر لیا ہے جو محض توہمات میں سے ہے اور عہد نامۂ جدید کی تعلیم کے خلاف ہے۔

کلیسیای روم کی بعض موجودہ تعلیمات محض وہ ہیں جن کا بعد میں کیتھلک رسولی کلیسیا کے عقاید پر اضافہ کیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱) تبدیلی جوہر کا مسئلہ جو پوپ انوسنٹ سوم نے چوتھی لیٹرن کونسل نے

۱۲۱۵ء کے وقت کلیسیا پر عاید کیا گیا۔

۲۔ ماس کی قربانی۔ جو پہلی مرتبہ پوپ انوسنٹ سوم نے ۱۲۱۵ء میں کلیسیا میں شامل کی اور جو کونسل ٹرینٹ میں باضابطہ طور پر منظور ہوئی۔

۳۔ مسئلہ اعراف۔ یہ مسئلہ پوپ گریگری اوّل نے ۵۹۳ء میں کلیسیائی تعلیم میں شامل کیا تھا۔ کونسل فلورنس منعقدہ ۱۴۳۹ء نے اس کی تشریح و توضیح کی اور کونسل ٹرینٹ نے ۱۵۴۸ء میں اس کو منظور کیا۔

۴۔ انڈلجنسز یعنی غفران یا معافی نامے جن کو گریگری ہفتم نے ۱۱۹۰ء میں ترویج دی۔

۵۔ مبارک کنواری مریم کے بےعیب ہونے کا تصور پوپ پائس نہم نے ۱۸۵۴ء میں کلیسیا کے عقائد نامہ کا ایک مسئلہ قرار دیا تھا۔

۶۔ پوپ کا بےخطا ہونا پہلی مرتبہ ویٹیکن کونسل میں بطور فیصلہ منظور ہوا تھا۔

۷۔ مریم کا آسمان پر زندہ ہونے کا قیاس جہاں وہ بطور ملکہ حکومت کرتی اور گنہگاروں کی شفاعت کرتی ہے۔ اس تصور کی داستان پانچویں صدی میں گھڑی گئی تھی۔

۸۔ حصولِ ثواب کے لئے زائد الفرض اعمال اور انڈلجنسز (غفران) کی تعلیم۔ اٹلی کے رہنے والے اینجلک ڈاکٹر طامس اکویناس نے پہلی مرتبہ تیرھویں صدی میں اس کی تعلیم دی اور اس کی تشریح بھی کی۔

مذکورہ بالا تعلیمات رسولوں نے کبھی نہیں دیں لہٰذا وہ کلیسیا جو ان کی تلقین کرتی اور یہ کہتی ہے کہ یہ نجات کے حصول کے لئے ضرور ہیں در حقیقت رسولی کلیسیا کہلانے کی حقدار نہیں۔

۱۱۔ روما کا دعویٰ ہے کہ وہ روئے زمین کی تمام اقوام کو یہ کہنے کا حق رکھتی ہے کہ وہ کس مذہب کی پیروی کریں۔

کلیسیای روم یہ دعویٰ کرتی ہے کہ برحق ایمان منجانب اللہ صرف اُسی اکیلی کے سپرد کیا گیا ہے اور فقط اُسی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس ایمان کی تعلیم دینے کا حق اور اختیار حاصل ہے۔ وہ اُن کو جو اُس کے حلقۂ شرکت سے باہر ہیں حقیقی مسیحی تصوّر نہیں کرتی۔ وہ یقینی طور پر یہ کہتی ہے کہ اُن کو جو نجات کے طالب ہیں کلیسیای روم کے شریک بننا ضرور ہے کیونکہ اس کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ بنی آدم کو اپنے اس مذہبی سلسلہ کا قائل کرنے کے لئے اُس نے زمانہ گذشتہ میں اُن کو ہر طرح سے ترغیب دی بلکہ بعض اوقات تو اُس نے اُنکے ساتھ جنہوں نے اُس کی تعلیم و اختیار کی تردید کی مذہبی جنگ بھی کی ہے۔ والڈنسی (Waldenses) البجنسی (Albigenses) اور حسّیون (Hussites) نے اِس قسم کی جنگوں میں بہت ایذا اُٹھائی اور فرانس میں بیشمار ہیوگنوز (Huguenots) تہ تیغ کئے گئے۔ نیدرلینڈز میں پروٹسٹنٹوں کے ساتھ اُنہوں نے قصابوں کا سا سلوک کرکے ہزارہا کا خون بہایا اور انکویزیشن (Inquisition) نے صدیوں تک کشت و خون جاری رکھا۔ جور و ستم۔ مذہبی جنگ و جہاد اور انکوایزیشن کے ذریعہ سے کلیسیای روم نے عوام النّاس کو روسہ کے ماتحت کرنا چاہا۔ لیکن صدہا بلکہ ہزارہا نے پوپوں کی حکومت اور کلیسیای روم کے اختیار اور اقتدار کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی نسبت موت کو ترجیح دی۔

اب پوپ کا زمینی اختیار جاتا رہا ہے اور رومن کیتھلک فرمانرواؤں کی افواج اب اُس کے حیطۂ اختیار میں نہیں لہٰذا اب وہ زبردستی یہ دعویٰ پیش نہیں کر سکتا کہ وہ اقوامِ عالم کو حکماً یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ اس اختیار کا مالک ہے۔

۱۸۸۵ء میں پوپ لیو سیزدہم نے ایک گشتی پروانہ شائع کیا جس میں اُس نے اُن تمام حکومتوں کو ملامت کی جنہوں نے "تمام مذاہب اور عقاید

کو یکساں یا مساوی حقوق دیئے تھے"۔ ۱۸۸۱ء میں اُس نے ایک اور گشتی خط شائع کیا جس میں کہ اُس نے یہ اعلان کیا کہ حکومت کو ہر مذہب کو یکساں تصور کر کے اُس کی اجازت نہ دینا چاہیئے بلکہ فقط اُسی کو تسلیم کرنا چاہیئے جو برحق ہے یعنی اس سے اُس کی مُراد فقط رومن کیتھلک مذہب سے تھی۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ عبادت سے متعلق آزادی کی اجازت دینا صرف آزادی کی توہین کرنا ہے اور افراد کو گناہ کبیرہ کا مرتکب بنانا۔

دَورِ حاضرہ میں ہر قوم نے اس متکبرانہ دعوٰی کی تردید کی ہے اور اُن ممالک کی جن پر کلیسیائی روم بلا روک ٹوک حکمران ہے خراب حالت ہی اس حقیقت کی شاہد ہے کہ اُس کا یہ اختیار و اقتدار منجانب اللہ نہیں بلکہ محض سیاسی مفاد اور مُلکی سازشوں کا نتیجہ تھا۔

۲۱۔ کلیسیائی روم کا دعوٰی ہے کہ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر مُلکی قوانین اُس کے مذہبی آئین اور شریعت کے خلاف ہوں تو وہ اُن کو برطرف کر کے ان کے خلاف عمل کرے۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ جب کبھی دُنیوی یا مُلکی قوانین الٰہی شریعت کے خلاف ہوں تو چاہئے کہ ہم الٰہی قوانین کی اطاعت کریں۔ (اعمال ۴: ۱۹؛ ۵: ۲۹)۔ لیکن ہمارا اعتقاد یہ بھی ہے کہ ہم کو اعلیٰ حکومتوں کی تابعداری کرنی چاہئے کیونکہ جو حکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی مقرر کردہ ہیں۔ (رومیوں ۱۳: ۱-۷) اگر نیرو جیسے ظالم بادشاہ کے عہد میں مسیحیوں پر فرض تھا تو اس وقت جبکہ دُنیا کی شریعت مسیحی حکام کی ساختہ ہے کس قدر زیادہ ضرور ہے کہ ایسا کیا جائے لیکن جب کبھی ایسی شریعت اور اُس کی مذہبی شریعت میں تطابق نہیں ہوتا تو کلیسیائی روم فوراً بڑے متکبرانہ انداز کے ساتھ اس کو یعنی اوّل الذکر

کو نظر انداز کر دیتی ہے۔ اس امر کی ایک مشہور مثال اُس فیصلہ میں موجود ہے جو "نے ٹیمر سے" کے نام سے روم کے ہولی آفس سے ۲ اگست ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا تھا جس کی رُو سے وہ نکاح جس میں طرفین میں سے ایک پروٹسٹنٹ اور دوسرا رومن کیتھولک ہو ناجائز ٹھہرتا ہے تاوقتیکہ اس کی رسم ادائیگی رومن پریسٹ کے روبرو یا خود اُس کے ہاتھ سے انجام نہ دی گئی ہو۔ خواہ وہ عملی یعنی سول قوانین کے مطابق ہی کیوں نہ ہو لیکن جب تک نکاح رومن پریسٹ نے نہ پڑھا ہو یا اُس کی حاضری میں نہ پڑھا یا گیا ہو وہ ناجائز اور زنا ٹھہرتا ہے۔ اس قسم کا نکاح رومن پریسٹ کے نزدیک گناہِ کبیرہ ہے۔ اس کے متعلق فادر ای۔ آر۔ ہل یوں لکھتا ہے کہ "بعض ڈائیوسیسوں میں ایسا گناہ ایک خاص قسم کا گناہ تصور کیا جاتا ہے یعنی کوئی معمولی پریسٹ ایسے گناہ کو معاف نہیں کرسکتا بلکہ معاملہ بشپ تک پہنچایا جاتا ہے اور صرف اُسی اکیلے کو اُس کے معاف کر دینے کا حق حاصل ہے۔"

کلیسیائی روم کے مطابق وہ اشخاص جن کا نکاح اس طرح پڑھا یا جاتا ہے گناہ کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں اور جو بچے پیدا ہوسکتے ہیں وہ ناجائز اولاد کہلاتی ہے اور اگر میاں یا بیوی ہر دو میں سے جو رومن کیتھولک ہو چاہے تو صاف ضمیر کے ساتھ اپنے رفیق سے علیحدہ ہوسکتا اور کلیسیا میں دوبارہ شامل ہوسکتا ہے۔ لہٰذا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنجیدہ قول و قرار جو ایک پروٹسٹنٹ پادری اور جماعت کے روبرو اور خدا کے حضور میں کئے جاتے ہیں کلیسیائی روم کی نظروں میں ہیچ ہوتے ہیں۔ اور روم کا دینی نظم و نسق مُلکی شریعت و قوانین کو نظر انداز کر ڈالتا ہے۔

۱۹۲۵ء میں نئے سال کے دن ویلسن واقع سوئٹزرلینڈ میں ایک

واعظ نے دورانِ وعظ میں مندرجہ ذیل الفاظ کہے کہ "الہامات کے اعتبار سے کیتھولک کلیسیا سے اس قسم کا انحراف یا برگشتگی بدن کو قتل کر دینے کے گناہ سے بھی بدتر گناہ تصور کیا جاتا ہے"

یورپ میں اس قسم کے بیانات کی اجازت ہو تو ہو۔ لیکن آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں تو اُن کی سخت ممانعت ہے۔ ۱۹۲۵ء میں نیو ساؤتھ ویلز میں ایک قانون نافذ کیا گیا جس کے مطابق ہر شخص کو جو ایسے اشخاص کو غیر منکوحہ کہے ایک سو پونڈ (۱۵۰۰ روپیہ) جرمانہ یا ایک سال قید کی سزا کا مستوجب قرار دیا گیا۔ ایسا ہی ایک قانون نیوزی لینڈ میں بھی نافذ کیا گیا۔ اے کاش کہ انگلستان میں بھی کوئی ایسا قانون بنایا جائے!

کلیسیائی روم کی دینی شریعت و آئین کی کتاب سے مقتبس ذیل کی عبارت اس کی ایک اور مثال موجود ہے کہ کس طرح ملکی قوانین کو مسترد کر دیا جاتا ہے "ہمارا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ وہ افراد جو اپنی کیتھولک ماں یعنی کلیسیائی روم سے فرطِ محبت کے باعث جوش میں آکر کلیسیا سے خارج شدہ کسی شخص کو قتل بھی کر دیں تو وہ ہرگز قاتل نہیں کہلا سکتے"

۲۱۔ کلیسیائی روم کا دعویٰ ہے کہ اُس کے پوپوں کو اعراف کی عذاب میں تڑپتی رُوحوں پر اختیار ہے۔

پوپ لیو دہم (۱۵۱۳ء-۱۵۲۱ء) نے بیان کیا کہ رومی پوپ یعنی زمین پر مسیح کا قائم مقام معقول وجوہ کے باعث کنجیوں کی قدرت کے ذریعہ سے مومنین کو اس زندگی میں یا اعراف میں مسیح اور اُس کے مقدسین کی خوبیوں کی افراط میں سے انڈلجنسز یعنی معافی نامے بخش سکتا ہے اور وہ جو درحقیقت معافی نامے (غفران) حاصل کر چکے ہیں ایسے گناہوں کی جو انہوں نے اپنی

عدل وانصاف کے خلاف کئے ہیں دُنیوی سزا سے اُسی قدر رہائی پاتے ہیں
جس قدر معافی نامے اُن کو بخشے جاتے ہیں۔

لیو دہم کے وقت سے پوپ اعراف میں ایذا اُٹھانے والی رُوحوں کے
فائدہ کے لئے معافی نامے بخشنے کے حق رکھنے کا برابر دعویٰ کرتے رہے ہیں۔
معافی نامہ سے عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ اعراف میں سزا اُٹھانے کا عرصہ کم ہو
جاتا ہے لہٰذا وہ رُوحیں جن کو یہ معافی نامہ دستیاب ہو جاتا ہے اس کی
سے اعراف سے سزا کے مقررہ وقت سے پیشتر نکل جاتی ہیں۔

اس اختیار کی بنا جس کا پوپ دعویٰ کرتے ہیں متعدد غلط فہمیاں ہیں
اوّل تو رُومی اعراف کے وجود کا ثبوت کتب مقدسہ میں موجود نہیں
اور نہ ہی کیتھلک بزرگوں کی تحریرات میں اُس کا کچھ ثبوت ملتا ہے۔

گریگری اوّل پہلا پوپ تھا جس نے اس کے متعلق کچھ کہا (سنہ ۵۹۰-۶۰۴ء)
سنہ ۱۴۳۹ء تک کسی کونسل میں اس کے متعلق کوئی فیصلہ منظور نہیں ہوا۔ اسی سال
میں فلورنس کی کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ "ایسے حقیقی تائبوں کی رُوحیں جو اپنی
اور گناہوں کے سبب توبہ کے لائق کافی اور خاطر خواہ پھل لائے بغیر خدا کی محبت
میں اس دُنیا سے رحلت کرتے ہیں ان کی موت کے بعد اعراف میں رنج و تکلیف
کے ذریعہ سے پاک وصاف کی جاتی ہیں۔"

رومن کیتھلکوں کے علاوہ دیگر تمام مسیحی اس رُومی اعراف کے وجود سے
مُنکر ہیں۔

سنہ ۱۷۱۸ء میں یروشلیم، قسطنطنیہ اور انطاکیہ کے پطریارکوں یعنی بزرگ
نے ذیل کا بیان شایع کیا کہ "اعراف کی آگ کے متعلق جو جہلاء کے روپیہ پر چھا
مارنے کے لئے پوپ کے معتقدین کی ایک من گھڑت ایجاد ہے ہم ہرگز کچھ نہیں

چاہتے کیونکہ یہ محض ایک افسانہ اور لایعنی قصّہ ہے۔ یہ محض وہم ہی وہم ہے اور اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ کُتب مقدّسہ یا ہولی فادرس کی تحریرات میں اس کا مُطلق ذکر تک نہیں پایا جاتا۔"

دوم۔ یہ اس غلط اعتقاد پر قائم ہے کہ بعض مقدّسین نے اُس سے زیادہ نیک اعمال کئے جن کی ان سے توقع تھی یا جو اُن سے طلب کئے گئے اور اِس کی وجہ سے اُنہوں نے خدا کو اپنا قرضدار بنا لیا اور کہ پوپ کو یہ اختیار ہے کہ ان زایدالفرض اعمال کے ثواب کو اعراف کی رُوحوں کے فائدہ کے لئے استعمال کرے۔

ہمارے خداوند نے کلیسیائی روم کی اس زایدالفرض اعمال کی تعلیم کی تردید کی چنانچہ اُس نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ "تم بھی جب اُن سب باتوں کی جن کا تمہیں حکم ہؤا تعمیل کر چکو تو کہو کہ ہم نکمّے نوکر ہیں۔ جو ہم پر فرض تھا وہی کیا۔" لوقا ۱۷: ۱۰۔

یہ "جزا و ثواب کے خزانہ" کا تصوّر تیرھویں صدی میں ہیلز کے الگزینڈر اور طامس اِکوِیناس کی ایجاد ہے جنہوں نے پوپ کے سپُرد اس "خزانہ" کی کُنجی کردی اور اُنہوں نے ان جزاؤں کو معافی ناموں (غفران) کی صورت میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔

پوپ گلیسیئس اوّل نے صریحاً یہ بتایا کہ پوپوں کو ان رُوحوں پر جو اعراف میں روکی جاتی ہیں ہرگز کوئی اختیار نہیں۔ جب بعض لوگوں کی رُوحوں کے لئے جو فوت ہو چکے تھے اُس سے معافی ناموں کی درخواست کی گئی تو اُس نے یُوں جواب دیا کہ "وہ ہم سے یہ بھی التماس کرتے ہیں کہ ہم مُردوں کو معافی بخشیں یہ صاف عیاں ہے کہ ہمارے لئے ایسا کرنا بالکل ممکن نہیں کیونکہ صاف کہا گیا ہے کہ "جو کچھ تم زمین پر باندھو گے"۔ پس خدا نے اُن کو جو ظاہراً طور پر زمین

پر نہیں ہیں انسانی فیصلہ پر نہیں چھوڑا بلکہ خود اپنے انصاف و فیصلہ پر۔ مزید برآں کلیسیا ہرگز مجاز نہیں اگر اس اختیار کو اپنے قبضہ میں لے لینے کی جرأت نہیں کر سکتی جو رسولوں کو بھی نہیں بخشا گیا کیونکہ زندوں کا معاملہ اور ہے اور مُردوں کا اور۔

خاتمہ۔

مندرجہ بالا بعض ایسے پُر تکبر دعاوی ہیں جو کلیسیای روم پیش کرتی ہے ایسے دعاوی کہ جن کی تائید کُتب مقدسہ سے نہیں ہوتی اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو کلام اللہ اور قدیم کیتھلک کلیسیا کے بالکل خلاف ہیں۔ چونکہ کتاب مقدس اور تواریخ سے ان کا خاطر خواہ ثبوت دستیاب نہیں ہوتا اور چونکہ ماہرین الٰہیات اور مؤرخین نے جو اپنے مطالعہ اور راست بیانی کے لئے مشاہیر زمانہ ہیں ان کی بخوبی تردید کی ہے لہٰذا ہم بھی بلا تامل ان کی تردید کرتے ہیں۔

Punjab Religious Book Society

Lahore

پی۔ آر۔ بی۔ ایس پریس انارکلی۔ لاہور میں باہتمام مسٹر ایف۔ ڈی۔ ناصر
پرنٹر و پبلشر سیکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور سے چھپ کر شائع ہوا۔